جمال حرمین شریفین

از قلم:-

مولانا حافظ عبد الحلیم نقشبندی
خطیب جامع مسجد حیات النبیؐ۔ چکوال

انجمن غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
لائن پارک، چکوال

جمالِ حرمین شریفین

از قلم

مولانا حافظ عبدالحلیم نقشبندی

خطیب جامع مسجد حیات النبیؐ چکوال

ناشر

انجمن غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ٹاؤن پارک، چکوال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

صبح سعادت

آج وہ مبارک لمحہ وہ مبارک گھڑی میرا مقدر ہوگئی جب یہ جانفزاء مژدہ سنا کہ فریضۂ حج کے لئے اللہ ربُّ العزت کے گھر کی زیارت کے لئے اور نبی اکرم ﷺ کے روضہ اطہر کی حاضری کے لئے میری درخواست منظور ہوگئی ہے۔ایک دیرینہ آرزو کو تکمیل کا سامان مل گیا۔ ایک عمر کے ارمانوں اور ایک مدت کی آرزوؤں اور التجاؤں کا یہ ثمرۂ سعید تھا۔ اللہ ربُّ العزت نے ان آنسوؤں، ان آرزوؤں، ان ارمانوں اور صداؤں کی تکمیل کے لئے اپنے دیارِ حبیب اور دیار کی حاضری کے لئے شرفِ قبولیت سے ان کو نوازا۔ نہ جانے بے قرار دل کی تڑپ نے، سوز و ساز کی کس شمع نے اور دید کی مشتاق کس آنکھ کے بے قرار آنسوؤں کو بارگاہِ ربُّ العزت میں قبولیت کا شرف حاصل ہوا۔ اور میرے لئے صبح سعادت اور گوہرِ امید بن کر چمکا۔ نفس نفس آرزو اور نظر نظر متجسس رہی تھی۔ عمر بھر کی ترستی نگاہوں کو اس مقدس سرزمین و بستی کی زیارت کا شرف نصیب ہو رہا ہے کہ

وہ جلوے ترستی تھیں جن کو نگاہیں
نگاہوں سے نزدیک تر آگئے ہیں۔

پُرنم آنکھوں نے بارگاہِ ایزدی میں اس سعادت کا شکریہ ادا کیا اور دستِ بدُعا ہوا کہ اے بے سہاروں کے سہارا، بے آسروں کے آسراء، محوِ غفلت شعار پر کرم کیجیؤ کہ تیرا کرم ہی میرا زادِ راہ ہے اور یہی عشق [illegible] کا مطلوب و مقصود ہے۔ کرم و رحمت کے ان سہاروں سے دامن بھر کر دل کو

تمام وسوسوں سے پاک کر کے رختِ سفر باندھا۔

جمعہ ۹۴-۰۴-۱۵ کو صبح سات بجے جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ چکوال کے طلباء اور دوست احباب کو الوداع کیا اور بیت اللہ شریف کا مقدس سفر شروع کیا۔ آنکھیں پُرنم ہو گئیں۔ حاجی حاکم خان صاحب گاڑی لے آئے جس میں ہمارے ساتھ راجہ غلام حیدر، طارق محمود اور ظہیر احمد سوار ہوئے۔

دیارِ حبیب ﷺ کا سفر شروع کیا۔ آنکھیں باربار پُرنم ہو جاتیں۔ میں کہاں اور کہاں بیت اللہ شریف اور سرکارِ مدینہ کی حاضری۔ ضبط کرتا پھر صورت بدل جاتی۔ آخر "مدینۃ الحجاج" اسلام آباد کے گیٹ پر اُترے۔ عزیزوں ساتھیوں سے ملاقات کی اور فوراً اندر چلے گئے۔ منتظم کہہ رہے تھے جلدی کرو صدرِ پاکستان نے ایئرپورٹ پر آنا ہے اور خطاب کرنا ہے۔ ہمیں بس میں سوار کیا اور ایئرپورٹ پہنچا دیا۔ وہاں پہنچ کر احرام باندھا اور لوگوں میں بڑی محبت و عقیدت دیکھی۔ لوگ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کا وِرد کر رہے تھے۔ عجیب جذب و مستی اور کیف و سرور کا عالم تھا۔

صدرِ پاکستان جناب فاروق احمد خان لغاری آئے۔ تقریب شروع ہوئی۔ قاری عبیدالرحمٰن صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں تلاوت فرمائی۔ ڈاکٹر محمد یونس صاحب نے سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں اعلیٰ حضرت کی نعت پیش کی۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

اجتماع بڑا لطف اندوز تھا۔ عشقِ رسول ﷺ اور آپ کی والہانہ محبت کی جھلک نظر آنے لگی اور محبتِ رسول ﷺ کی گرمی پیدا ہو گئی۔ اختتامِ اجتماع مولانا فیض علی فیضی صاحب کی دُعا سے ہوا۔ بعد اس کے ہم جہاز میں سوار ہو گئے۔ جس نے دو بجے پرواز کی۔ جہاز کا عملہ بڑا بااخلاق تھا۔ کھانا بڑا پُرتکلف تھا مگر دل میں یہ باربار خیال آتا تھا کہ کب وہ وقت آئے گا کہ ہماری نظر

بیت اللہ شریف پر پڑے گی۔ ساتھ ہی حضور سرورِ دو عالم ﷺ کا ارشاد بھی یاد آیا۔

مَنْ نَظَرَ اِلَی الْکَعْبَۃِ اِیْمَانًا وَ تَصْدِیْقًا خَرَجَ مِنَ الْخَطَایَا لِیَوْمٍ وَ لَدَتْہُ اُمُّہٗ۔

جو کوئی ایمان اور تصدیق قلبی سے کعبہ شریف کی طرف نظر کرے تو وہ گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسا کہ ابھی اس کی ماں نے اسے جنا ہو۔

چار (۴) بجے جدہ اترے۔ وہاں سامان چیک کرایا۔ بس پر سوار ہوئے۔ مکۃ المکرمہ میں معلّم کے دفتر کے سامنے اُترے۔ دفتر میں سامان رکھا۔ دفتر والوں نے کھانا پیش کیا اور کہا اگر رہائش کا بندوبست خود کرنا چاہتے ہو تو کرلو۔ سامان وہیں چھوڑا اور بیت اللہ کا رخ کیا۔ باب عبدالعزیز بن عبدالملک سے داخل ہوا۔ رات ایک بجے کا وقت تھا۔ صاحبزادہ نعیم الرسول صاحب کی محبت بھری باتیں یاد تھیں۔ میں نے اپنی نظر بیت اللہ شریف پر ڈالی۔ دستِ بدعا ہوا اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی کہ میں کہاں اور کہاں اللہ کا گھر؟ جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں آتا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ○

بے شک پہلا (عبادت) خانہ بنایا گیا لوگوں کے لئے وہی ہے جو مکّہ میں ہے بڑا بابرکت ہدایت (کا سرچشمہ) ہے سب جہانوں کے لئے۔

دعا سے فراغت کے بعد طواف کیا حجر اسود کو بوسہ دیا اور جناب سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات یاد آگئی کہ "اے پتھر۔ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر

ہے لیکن تجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چُوما ہے اس لئے میں چُوم رہا ہوں۔ سوید بن عفلہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس سے چمٹ گئے اور کہا میں نے دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے بہت چاہتے تھے۔ (مسلم شریف)

حجر اسود کو بوسہ دینے کی مشروعیت سے فقہاء نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صالحین کے آثار کو بوسہ دینے پر استدلال کیا ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقامات مقدسہ اور صالحین کے ہاتھوں اور پیروں کو برکت حاصل کرنے کے لئے بوسہ دینا مستحسن ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اپنے جسم میں وہ جگہ دکھائیں جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا۔ وہ جگہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ناف تھی۔ حضرت ابوہریرہ رحمۃ اللہ علیہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے آثار سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس جگہ کو بوسہ دیا۔ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک اس کو بوسہ نہ دے لیتے اور کہتے تھے یہ وہ ہاتھ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو چھُوا ہے۔

شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ سے حافظ ابوسعید ابن علائیؒ نے کہا کہ میں نے ایک پرانی کتاب میں ابن ناصرؒ اور دیگر محدثین کے ہاتھوں سے لکھا ہوا دیکھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور آپ کے منبر کو چومنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ ابن علائیؒ نے فرمایا کہ ہم نے شیخ تقی الدین بن تیمیہؒ کو یہ مقام دکھایا تو وہ بہت متعجب ہوئے اور کہنے لگے کہ تعجب ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ میرے نزدیک بہت بزرگ تھے اور ان کا یہ کلام ہے۔ ابن العلائیؒ نے کہا کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔ ہم نے امام احمد رحمۃ

اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیض کو دھو کر اس کا غسالہ (دھوون) پیا اور جب وہ اہلِ علم کی اس قدر تعظیم کرتے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تبرکات کی کس قدر تعظیم کرتے ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مبارکہ کی تعظیم کے لئے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت کا کیا حال ہوگا؟

علامہ عینیؒ لکھتے ہیں کہ محب طبریؒ نے فرمایا حجرِ اسود اور دیگر ارکان کو بوسہ دینے سے ہر اس چیز کو بوسہ دینے کا جواز ثابت ہوتا ہے جس کو بوسہ دینے میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہو - اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہو۔ کیونکہ اس سلسلہ میں اگر کسی حدیث میں تعظیم کا حکم نہیں آیا ہے تو کسی حدیث میں اس کی ممانعت، کراہت بھی نہیں آئی ہے۔ (شرح صحیح مسلم شریف)۔

صہیبؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اور پیر چومتے دیکھا۔ ابن عامرؓ کہتے ہیں کہ ہم آئے اور کہا گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو ہم نے آپ کے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دینا شروع کر دیا۔ (شرح صحیح مسلم شریف)

مقام ملتزم

حجرِ اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان خانہ کعبہ کا حصّہ ملتزم کہلاتا ہے۔ سات چکر لگانے کے بعد ملتزم پر آہوں کی صدا بلند ہوتی ہے۔ بازوؤں کو دیواروں سے لگا کر سینے کو ملتزم سے چمٹا کر۔ رخساروں کو ملتزم سے مل کر خدائے عزوجل کے حضور گناہوں سے معافی مانگتے ہیں۔ یہ مقام اتنی رقت، اتنے سوز اور اتنے کرب کا ہے کہ الفاظ کیفیت کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ مقامِ ملتزم سے لپٹا رو رو کر اپنے اور عزیزوں دوستوں کے لئے دعائیں مانگیں۔

مقام ابراہیم

ملتزم سے لپٹنے و دعائیں مانگنے و عقیدت کے آنسو بہانے' گناہوں کی معافی مانگنے کے بعد مقامِ ابراہیم پر حاضری دی۔ جس کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى

یہ بابرکت مقام ہے۔ یہاں دل کی پکار سُنی جاتی ہے۔ اشکوں میں بھیگی ہوئی دُعا قبول ہوتی ہے۔ اسی مقام پر دو نفل ادا کئے جاتے ہیں۔ نفل ادا کئے اور اللہ کے حضور دُعا کی۔

آبِ زم زم

جو کہ سیّدہ ہاجرہ کی بیتابی اور اپنے پیاسے بچے کے لئے اضطرابی کا انعام ہے۔ اس سے رُوح کی پیاس بجھائی جس سے طبیعت کو فرحت اور رُوح کو شادابی نصیب ہوئی۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی۔ حلق کرایا۔ غسل کرکے حرم شریف میں نمازِ تہجد ادا کی۔ راجہ حنیف کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حاجی محمد خان تشریف لے آئے۔ صبح کی آذان ہوئی۔ نماز کے بعد حاجی فقیر محمد سے بھی ملاقات ہوئی۔ میرا سامان لے کر حاجی محمد انور کے پاس آئے۔ سارے حضرات بہت خوش ہوئے۔ سید محمد شاہ صاحب سے بھی ملاقات کی۔

چکوال کی اور شخصیات سے بھی ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ حاجی محمد خان' حاجی فقیر محمد اور بندہ ناچیز حرم میں آتے۔ نفل پڑھتے' طواف کرتے' قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور ربُّ العالمین کے جلال کے انوار نازل ہوتے ہوئے دیکھتے۔ بیت اللہ کا حلقہ نور' حاضری کے سرور سوز و گداز اور جذب و مستی کے عالم کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

۹۴ ۔ ۰۴ ۔ ۱۶ کو معلم کے دفتر میں گیا کہ مدینہ شریف کب حاضری ہے۔ معلم نے فرمایا کل آنا زبان پر یہ الفاظ تھے۔

وہ دن خدا کرے کہ مدینے کو جائیں ہم
خاکِ درِ رسُول کا سُرمہ لگائیں ہم

۱۹۹۴ ۔ ۰۴ ۔ ۱۷ بعد نماز عصر سید محمد شاہ صاحب اور میں معلّم کے دفتر گئے اور پوچھا کہ کب مدینہ میں ہماری حاضری ہوگی۔ انہوں نے فرمایا ۱۸ کو بعد نماز عشاء آجانا۔ میں نے عرض کیا۔ کیا ہم ۸ دن سے زیادہ وہاں ٹھہر سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا یہ نہیں ہوسکتا۔ شاہ صاحب اور میں خاموش ہوگئے۔

۹۴ ۔ ۰۴ ۔ ۱۸ھ کو بعد نماز عصر حاجی انور صاحب نے مجھے حاجی فقیر محمد اور حاجی محمد خان کو بہت سے مقامات عالیہ کی زیارت کرائی اور نبی پاک ﷺ کی جائے ولادت و باسعادت کی زیارت کرائی۔ مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد مجھے بمعہ سامان معلّم کے پاس پہنچادیا۔

دربارِ محبوب ﷺ کی طرف روانگی کا وقتِ سعید آگیا۔ آنسوؤں کا زادِ راہ ساتھ تھا۔ دامن اشکِ ندامت سے بھرا ہوا تھا۔ حبیبِ خدا ﷺ پر درود و سلام پڑھتے ہر قدم پر ذکرِ حبیب کرتے! مشتاق آنکھوں کو منزلِ محبوبی پر جمائے دُعاؤں کے ہار ساتھ لے چلے کہ یہی منزلِ سعادت ہے۔ سامان باندھا جارہا تھا۔ میرا سامان معلّم کے پاس پہنچایا گیا اور رات ۲ بجے بس نے منزلِ محبوبی کا رُخ کیا۔ مجھے مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت یاد آگئی۔

نسیما جانب بطحا گذر کن
زاحوالم محمدؐ را خبر کن
براین جان مشتاقم بہ آنجا
فدائے روضہ خیر البشر کن
توئی سلطانِ عالم یا محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم
ز روئے لطف سوئے من نظر کن
مشرف گرچہ شُد جامی ز لطفت
خدایا این کرم بار دگر کن

لطف اندوز ہو رہا تھا اور کبھی قصیدہ بردہ شریف کے اشعار

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

پڑھتا رہا۔ ایک ہوٹل پر گاڑی رکی۔ صبح کی نماز کا وقت ہوگیا تھا۔ مدینہ کے سب مسافروں نے وضو کیا اور مجھے جماعت کرانے کو کہا گیا۔ چنانچہ میں نے نماز پڑھائی اور پھر گاڑی مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگئی۔ راستے میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو بھی ذوق سے پڑھا۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِهٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ صَلُّوْا عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ

۱۹ ۔ ۰۴ ۔ ۹۴ کو جب مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہوئے تو مسجدِ نبوی ﷺ کے مینار اور گنبدِ خضرا دور سے نظر آنے لگے۔ درود شریف کی صدائیں آنے لگیں۔ اس موقع پر مجھے محبِ صادق عاشقِ رسول ﷺ، بلبلِ چمنستانِ مدینہ، عظیم البرکت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت یاد آگئی۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

ہماری گاڑی معلّم کے دفتر کے سامنے رکی۔ معلّم کے عملے کے ایک صاحب گاڑی میں تشریف لائے اور فرمایا۔ جتنا کوئی چاہے اور جتنا کوئی ٹھہرنا چاہے اور جہاں ٹھہرنا چاہے، ٹھہر سکتا ہے لیکن جانے سے دو دن پہلے بتانا کہ آپ کے لئے گاڑی کا انتظام کردیا جائے۔ میرے تو دل کی کیفیت بدل گئی اور پڑھا۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

بس سے اترا اور سوچ رہا تھا کہ سامان کس جگہ رکھوں اور ساتھیوں کو مطلع

کروں کہ ایک اللہ کے بندے سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے فرمایا کہ چائے پیش کروں نیز اس نے کہا کہ سامان میری دکان میں رکھ دیں۔ سامان کیا تھا؟ ایک بیگ تھا میں نے رکھ دیا۔

جلدی جلدی تیاری کرکے مسجد نبویؐ میں داخل ہوگیا۔ سہمے سہمے جارہا تھا۔ ادب کا تقاضا سامنے تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام پیش کرنے جارہا ہوں۔ راجہ محمد نثار سے ملاقات ہوگئی۔ اب اور حوصلہ ہوگیا کہ مجھے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں پیش کردیں گے۔ مسجد نبویؐ شریف میں ایک بزرگ ملے۔ بڑے ادب و پُرتپاک انداز میں ملے اور فرمانے لگے کہ میں لاہور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہوتا ہوں۔ لیکن داتا صاحب نے مجھے یہاں مقرر کررکھا ہے۔ ۱۷ سال ہوگئے ہیں۔ یہاں حاضری ہوتی ہے۔ لیکن عُرس پر داتا صاحب کے پاس الفقیر عبدالغفور ہوتا ہے۔ مجھے پتہ دیا اور فرمایا مجھے ملنا اور ساتھ ہی فرمایا۔ میری طرف سے بھی نبی پاک ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام پیش کرنا۔ راجہ نثار احمد نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچادیا۔ صلوٰۃ و سلام پیش کیا اور سیّدنا ابوبکر صدیقؓ جناب سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام پیش کیا اس وقت کا سُرور اور لطفُ و کرم کا سماں بیان کرنے سے قاصر ہوں جب نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا۔ ریاض الجنۃ اور باقی حرم پاک میں جو خوشبو پائی۔ صاحبِ حال آدمی ہی بتا سکتا ہے۔ قال نہیں۔

۹۴ ۔ ۰۴ ۔ ۱۹ کو بذریعہ نثار صاحب میں نے ملک منصب صاحب کے پاس قیام کیا۔

۹۴ ۔ ۰۴ ۔ ۲۰ کو حافظ محمد خان سے باب جبرائیل کے سامنے ملاقات ہوگئی۔ ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ بڑی عقیدت و محبت سے میرا سامان اٹھایا۔ اور اپنی گاڑی میں رکھا اور اپنے مکان پر لے آئے۔ ان کے ساتھیوں سے بھی ملاقات ہوئی۔ انتہائی شگفتہ مزاج اور باخلاق تھے۔

عزیز القدر حافظ محمد خان اور اس کے ساتھی اصغر علی میرے ساتھ نماز پڑھتے

اگر ان کا کام ہوتا تو مجھے میرے معمول کے مطابق مسجد نبویؐ شریف میں پہنچا دیتے اور میری مرضی کے اعتبار سے مجھے لے جاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں محمد خان کی وجہ سے بہت سکون سے رہا۔ صلوٰۃ و سلام پیش کرتا۔ نمازیں ادا کرتا' قرآن مجید کی تلاوت کرتا اور نوافل ادا کرتا۔ انہوں نے مجھے بہت خوش رکھا اور میری انتہائی خدمت کی جس کا اظہار کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ مدینہ منورّہ میں مجھے راجہ نثار' ملک منصب' شفیع صاحب' اعظم' احسان' یوسف اور اقبال نے بھی مختلف دنوں میں پُر تکلف و پُرخلوص دعوت پر بلایا اور عزت افزائی فرمائی۔ میں ان سب کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔

۲۱ ـ ۴ ـ ۹۴ کو حافظ محمد خان اور راقم مسجد نبویؐ شریف سے نکلے۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورّہ یونیورسٹی کے طلباء سے ملاقات ہوئی۔ ایک کے ہاتھ میں فِقہ مالکی کی کتاب تھی۔ میں نے اس کے ہاتھ سے کتاب لی اور کہا۔ هَلْ اَنْتَ مَالِكِی۔ اس نے جواب دیا نَعَمْ اَنَا مَالِكِی۔ اس نے مجھ سے پوچھا هَلْ اَنْتَ بَاكِسْتَانِیُ۔ میں نے جواب دیا۔ نَعَمْ اَنَا بَاكِسْتَانِیُ پھر پوچھا۔ هل اَنْتَ حَنَفِیُ۔ میں نے کہا۔ نَعَمْ اَنَا حَنَفِیُ۔ وہ کہنے لگے اول اول یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اوّل ہیں۔

مدینہ پاک میں یہ معمول رہا کہ صبح ۹ بجے مسجد نبویؐ شریف میں چلا جاتا۔ ۲ رکعت تحیۃ الوضوء و تحیۃ المسجد و صلوٰۃ و سلام اور قرآن مجید کی تلاوت اور نفلی عبادات کرتا۔ درُود شریف کثرت سے پڑھنے کا معمول رہا اور اللہ ربُّ العزت کے لُطف و کرم سے محظوظ ہوتا رہا۔

حرم مدینہ

وَعَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَمّٰى الْمَدِيْنَةَ طَابَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورّہ کا

نام طابۃ رکھا ہے۔ (مسلم شریف)

اسی طرح اس کا نام اپنے حبیب کی زبان سے "طیّبہ" رکھا یعنی "ط" کی زبر اور "ی" ساکن اور طیّبہ بھی رکھا۔ "ی" کی شد سے۔ اس کا نام طائب بھی رکھا۔ اس کے ہر قسم کے شرک سے پاک ہونے کی وجہ سے اور اس کی آب و ہوا طبائعِ سلیمہ کے موافق ہونے کی بنا پر طیّبِ عیش اور خوشی کی زندگانی جو اس میں گزرتی ہے اور اس کی اچھی خوشبو کی وجہ سے بھی اسے طیّب اطیّبہ رکھا ہے۔ بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ مدینہ منوّرہ کی خاک اور در و دیوار سے خوشبودار ہوائیں مہکتی ہیں۔ انہیں ہر وہ شخص محسوس کرتا ہے جس کی باطن کے سُونگھنے کی قوت ٹھیک اور جو کفُر و فِسق اور خبثِ اعتقاد کے زکام سے پاک اور محفوظ ہو۔ شاید بعض کی سُونگھنے کی قوّت ان کے خلوص و شوق کی وجہ سے اس خوشبو تک پہنچتی ہو اور انہوں نے اس خوشبو کو ظاہراً بھی محسوس کیا ہو۔

در آں زمین کہ نسیمے و زد ز طُرّہ دوست
چہ جائے دم زدن نافہائے تاتاریست

ترجمہ۔ اس زمین میں کہ جہاں دولت کی زلف سے خوشبو مہکتی ہے تاتاری ہرنوں کے خون (نافہ) کے دم مارنے کی وہاں کوئی جگہ نہیں۔ ابو عبد اللہ عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

بِطِيبِ رَسُولِ اللّٰهِ طَابَ نَسِيمُهَا
فَمَا الْمِسْكُ وَالْكَافُورُ وَالْمِنْدَلُ وَالرَّطْبُ

ترجمہ۔ رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے مدینے کی ہوا خوشبودار ہوگی تو کستوری کافور اور اچھی تر و تازہ خوشبو کی اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں۔

وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَۃِ مَلَائِکَۃٌ لَایَدْخُلُھَا الطَّاعُوْنُ وَ الدَّجَّالُ رواہ البخاری۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مدینہ کے راستوں پر فرشتے مقرر ہوں گے۔ نہ داخل ہو سکے گا اس میں طاعون اور نہ دجال۔ اسے امام بخاریؒ نے روایت کیا۔

وَعَنْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَکِیْدُ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ کَمَا یَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِی الْمَآءِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اہل مدینہ کو ایذا نہ پہنچائے مگر وہ۔ پگھل جائے گا۔ جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ رواہ البخاری۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا احد ایک پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اسے امام بخاریؒ نے روایت کیا۔

وَعَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَاِنِّيْ اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص گنجائش رکھتا ہو کہ مدینہ میں مرے تو اسے چاہیے کہ مدینے میں مرے۔ کیونکہ میں مدینہ طیبہ میں مرنے والوں کی شفاعت کروں گا۔ اسے احمد و ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث اسناد کے لحاظ سے حسن صحیح غریب ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اٰخِرُ قَرْيَةٍ مِّنْ قُبُرِیُ الْاِسْلَامِ خُرَبًا الْمَدِيْنَةَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيْ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلامی بستیوں میں سے ویران ہونے کے لحاظ سے سب سے آخری بستی مدینہ منورہ میں ہوگی۔ ترمذی شریف نے روایت کیا۔ صاحب ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالٰی عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَةِ ضِعْفَیْ مَاجَعَلْتَ بِمَکَّةَ مِنَ الْبَرَکَةِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا کی۔ "یااللہ۔ مدینہ منورہ میں مکہ معظمہ سے دُگنی برکت رکھ دے۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

وَعَنْ اِبْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالٰی عنہ مَرْفُوْعًا مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ لِمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیْ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَان۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مرفوعاً" روایت ہے جس نے حج کیا پھر میری موت کے بعد میری قبر کی زیارت کی۔ گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

میں جب بھی مسجد نبویؐ شریف' ریاض الجنۃ اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام پیش کرتا۔ بھینی بھینی مہک پاتا۔ جس کی کیفیت اور سرور الفاظوں میں سمو نہیں سکتا اور اس وقت امیر خسرو علیہ الرحمۃ کی فارسی کی نعت کے اشعار زبان پر جاری ہوجاتے۔

نمی دانم چہ منزل بُود شب جائے کہ من بُودم
بہ ہر سُو رقصِ بِسمل بُود شب جائے کہ من بُودم

پری پیکر نگارِ سرو قدے لالہ رُخسارے
سراپا آفتِ دل بُود شب جائے کہ من بُودم

رقیباں گوش بر آواز اُو در ناز و من ترساں
سُخن گفتن چہ مشکل بُود شب جائے کہ من بُودم

خدا خود میرِ مجلس بُود اندر لامکاں خسروؔ
محمدؐ شمعِ محفل بُود شب جائے کہ من بُودم

(حضرت امیر خسرو علیہ الرحمۃ)

ریاض الجنۃ

حضور اکرم نُورِ مُجسم محمد مصطفیٰ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے۔

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ

یعنی جو میرے گھر اور منبر شریف کے درمیان ہے وہ جنتی باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ جنوبی جانب مقصورہ شریف کی جالیوں سے لے کر منبر مبارک تک۔ مغربی جانب منبر مبارک سے لے کر مؤذن کے چبوترے تک۔ شمالی جانب چبوترے سے لے کر جالیوں تک کا درمیانی حصہ ریاض الجنۃ کہلاتا ہے۔ اس حصہ میں نماز پڑھنا گویا جنت میں نماز پڑھنے کے برابر ہے۔ ریاض الجنۃ میں نوافل ادا کیے۔

محراب النبیؐ

یہ وہ مقدس مقام ہے جہاں نبی اکرم ﷺ امامت فرمایا کرتے تھے۔ جس مقام پر نبی اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک لگتی تھی۔ وہ چنوا دیا گیا ہے تاکہ کسی کا پاؤں آنے سے بے ادبی نہ ہو۔ نوافل ادا کرتے ہوئے جہاں آج کل پیشانی لگتی ہے۔ وہاں نبی اکرم ﷺ کے قدمین شریفین ہوتے تھے۔

اسطوانۂ حنّانہ

وہ مقدّس مقام ہے جہاں نبی اکرم ﷺ کھجور کے درخت کے قریب خُطبہ ارشاد فرماتے۔ باقاعدہ منبر بن جانے سے جب اس مقام کو چھوڑا گیا تو وہاں سے رونے کی آواز آئی۔ اب یہاں ایک ستون بن چکا ہے۔ جس کا نام اسطوانہ حنّانہ ہے۔ یہ ستُون محراب النبی ﷺ کی داہنی پشت سے جڑا ہوا ہے۔

اسطوانۂ عائشہؓ

نبی اکرم ﷺ نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا کہ میری اُمّت کو اس مقام پر نماز پڑھنے کی فضیلت کا اگر علم ہوجائے تو لوگ یہاں عبادت کرنے کے لئے قرعہ اندازی کریں۔

اسطوانۂ ابولبابہؓ

اسطوانہ ابولبابہ رضی اللہ عنہ حجرہ شریف سے دوسرا اور منبر شریف سے چوتھا اسطوانہ ہے۔ یہ اسطوانہ حجرہ شریف کی جانب اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے برابر ہے اس کو اسطوانہ توبہ بھی کہتے ہیں۔

جب سرکار دوعالم ﷺ نے بنو قریضہ کا محاصرہ کیا اور حضرت ابولبابہ کے مشورے سے یہ لوگ پہاڑ سے اتر آئے اور حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ حضور ﷺ سے معافی دلوائیں۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے بہ تقاضائے بشریّت تحتِ حلق کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی تم سب قتل کردیئے جاؤ گے۔ بعد میں اس بے ساختہ حرکت کا ان کو بُرا محسوس ہوا کہ خدا و رسُول ﷺ کے معاملے میں ان سے بہت بڑی خیانت ہوگئی ہے۔ اس ندامت اور پریشانی میں ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو ایک بھاری زنجیر کے

ساتھ ایک لکڑی سے باندھ لیا۔ اس جگہ کو اسطوانہ ابولبابہ بتایا جاتا ہے اور قسم کھائی کہ جب تک حضور نبی اکرم ﷺ اپنے دستِ مبارک سے نہ کھولیں گے۔ یونہی بندھا رہوں گا۔ آخر اللہ ربُّ العزت نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے کھولا۔

اسطوانۂ وفُود

ملاقات کے لئے آنے والے وفود کو نبی پاک ﷺ اس مقام پر شرفِ ملاقات بخشتے تھے۔

اسطوانۂ علیؓ

اس مقام پر نبی پاک ﷺ کی خدمت کے لئے ایک صحابی رہتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اکثر اوقات یہیں تشریف فرما ہوتے تھے۔

اصحابِ صُفَّہ کا چبوترہ / اسلام کی پہلی یونیورسٹی

بابِ جبرائیل سے داخل ہوتے ہوئے دائیں جانب اصحاب صُفَّہ کا چبوترہ ہے جہاں تقریباً (۷۰) ستر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم تبلیغِ دین کے لئے تشریف رکھتے تھے۔

محرابِ تہجد

اصحاب صُفَّہ کے چبوترے کے بالکل سامنے جالیوں کے قریب محرابِ تہجد ہے۔ آگے کتابوں کی الماریاں رکھی ہوئی ہیں۔ سامنے تقریباً ایک صف کے لئے دالان بنا ہوا ہے۔ مسجد نبویؐ شریف، ریاض الجنۃ، محرابِ الٰہی، اسطوانۂ وفود، اسطوانۂ عائشہ صدیقہؓ، اسطوانۂ حنانہؓ، اسطوانۂ ابی لبابہ/ اسطوانۂ توبہ، اسطوانۂ علی کر

اللہ وجہہ' اصحاب صُفَّہ کا چبوترہ اور محرابِ تہجد ان مذکورہ بالا مقامات پر بڑی تسلی سے نوافل ادا کیے۔ قرآن مجید کی تلاوت کی۔ بکثرت درُود شریف پڑھا اور دعائیں مانگیں۔

۲۲ - ۰۴ - ۹۴ کو صبح کی نماز کے بعد حافظ محمد خان اور اصغر علی کے ہمراہ پہلے سید الشہداء جناب امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر گئے جو جبلِ احد کے قریب ہے۔ آپ کے مزار کے گرد چار دیواری ہے۔ آپ کے مزار پر حاضری دے کر بڑا سکون پایا اور یوں سلام پیش کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ

سیّد الشہداء سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جبل احد پر بھی گیا۔ ابھی پرانے پتھر موجود ہیں اور میدانِ احد کا نقشہ سامنے آتا ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ نَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلٰی اُحُدٍ فَقَالَ اِنَّ اُحُدًا جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد پہاڑ کو دیکھ کر فرمایا۔ احد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

مسجد قبلتین

یعنی دو قبلوں والی مسجد میں حاضری دی اور دو رکعت نماز نفل ادا کیے۔ اس مسجد میں امامت کراتے ہوئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم نے وحی آتے ہی رخ بیت المقدس کی بجائے مسجد الحرام کی طرف پھیر لیا۔ مسجد قبلتین پر یہ آیت مبارکہ مرقوم ہے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا۔

ہم دیکھ رہے ہیں باربار آپ کا منہ کرنا آسمان کی طرف تو ہم ضرور پھیر دیں گے۔ آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں۔

مسجدِ قبا

مسجدِ قبا میں حاضری دی اور دو رکعت نماز نفل ادا کئے۔ یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے جو ہجرت کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر تعمیر فرمائی۔ وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو اس میں محبت و عقیدت کے ساتھ زیارت کرتے اور نوافل ادا کرتے ہیں۔ یہ پہلی مسجد ہے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تعمیر فرمائی۔ جو آدمی اپنی رہائش گاہ سے وضو کرکے اس مسجد قبا میں آکر دو رکعت نماز نفل ادا کرے تو اس کو ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لے جاتے اور فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کی ہے۔ ہفتہ کے دن کی حکمت و خصوصیت میں علامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ ابتداء" ہجرت میں سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجدِ قبا بنائی۔ پھر مسجد نبویؐ بنائی اور پھر اسی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ پڑھاتے۔ مسجدِ قبا میں جمعہ کے وقت نماز نہیں ہوتی تھی۔ اس کی تلافی اور تدارک کے لئے آپ ہفتہ کے دن مسجدِ قبا میں تشریف لاتے تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ بعض اعمال کو بعض ایام کے ساتھ خاص کرلینا جائز ہے اور ان اعمال پر مداوت اور ہمیشگی اختیار کرنا جائز ہے۔

(فتح الباری)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ بعض ایام کو زیارت کے ساتھ خاص کرلینا جائز ہے۔ شرح صحیح مسلم)

غزوۂ خندق

مدینہ منورہ کے دفاع کے لئے خندق کھودی گئی تھی۔ اس وجہ سے اس کو غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کہتے ہیں۔ پہاڑ تو بالکل خشک اور سیاہ ہیں مگر سبعہ مساجد کے ارد گرد انتہائی سرسبز و شاداب اور پر کشش منظر ہے۔ سبعہ مساجد میں "الفتح" بلندی پر واقع ہے۔ اس مسجد میں سرکار دوعالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتح و نصرت کے لئے دُعا فرمائی۔ اس کے علاوہ مسجدِ سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسجد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسجد عمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ خندق کے مقام پر ایک ایک کمرے پر مشتمل مساجد ہیں۔ جنگ کے دوران یہاں خیمے نصب تھے۔ سب مساجد میں نوافل ادا کئے۔

۹۴ ۔ ۰۴ ۔ ۲۳ کو حاجی محمد خان صاحب آف ترکوال سے بابِ جبرائیل کے سامنے بعد نماز عصر اچانک ملاقات ہوگئی۔ جنہیں مل کر بہت زیادہ خوشی محسوس ہوئی۔ وہ زیادہ تر اپنی والدہ کی خدمت میں مصروف رہتے۔ مگر پھر بھی ان سے گاہے بگاہے ملاقات ہوجاتی۔

مسجدِ غمامہ

۹۴ ۔ ۰۴ ۔ ۲۴ کو مسجد غمامہ اور دیگر مساجد دیکھیں۔ مسجد غمامہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب ہے۔ اس مقام پر نبی اکرم آقاء نامدار تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بارش کے لئے دُعا فرمائی۔ اس مسجد کے قریب اور مساجد بھی ہیں۔ ان میں مسجد ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و مسجد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مسجد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل ہیں۔ ان کی بھی زیارت کی اور برکات حاصل کیں۔

۲۵ اپریل ۱۹۹۴ء کو بعد نماز عصر مسجد ابوذر غفاریؓ گیا۔ یہ مسجد بہت زیادہ خوبصورت ہے اور اس کے ارد گرد پھیلا ہوا سرسبز درختوں اور پھلوں کا باغیچہ دلکش نظارہ پیش کرتا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلالِ نبوت سے منوّر چہرہ مبارک دیکھ کر ابوذر غفاریؓ کے دل نے گواہی دی کہ یہ اللہ کے سچے رسُول ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے بلیغ انداز میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اسلام پیش کیا کہ ان کا دل جوش ایمان سے لبریز ہوگیا۔ اُسی وقت کلمہ پڑھ کر اسلام کا پانچواں ستوُن بن گئے۔ ان سے قبل صرف چار لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ ان مسلمانوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جناب سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر غفاریؓ سے پوچھا۔ غفاری بھائی۔ اتنے دن تمہاری خورد و نوش کا کیا انتظام رہا۔ عرض کیا۔ یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کھانے کو تو کچھ نہ ملا البتہ چاہِ زم زم کا پانی پی کر پیٹ بھر لیتا تھا۔ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ ہی کھڑے تھے۔ عرض کیا۔ یا رسُول اللہ! اجازت ہو تو میں کچھ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھلاؤں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ضرور صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر لے گئے۔ ساتھ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف لے گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خشک انگور پیش کیا۔ یہ پہلی غذا تھی جو مکّہ پہنچ کر ابوذرؓ کو نصیب ہوئی۔

رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب ابوذر غفاریؓ پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔ وہ مجلس نبویؐ میں موجود ہوتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کو مخاطب فرماتے۔ اگر موجود نہ ہوتے تو انہیں تلاش کرکے لایا جاتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے مصافحہ فرماتے۔ ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوذر غفاری! کسی بھی نیک کام کو حقیر اور معمولی سمجھ کر نہ چھوڑنا مثلاً" یہ بھی نیکی ہے

کہ تو اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی کے ساتھ ملے۔ (مسلم شریف)

جب بھی سرکار دو عالم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کے سامنے بیٹھتا تو تصوّر میں یوں محسوس کرتا۔

جلوۂ یار دیکھتے رہ گئے۔
حُسنِ یار دیکھتے رہ گئے۔
رُوئے تاباں پہ زلفِ سیاہ دیکھ کر
ہم بَدرُالدُّجٰی ، دیکھتے رہ گئے۔

راجہ انصار صاحب نے اس دروازہ کی بھی زیارت کرائی۔ جس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلا رکھنے کی تلقین فرمائی اور باقی دروازے بند کرادئے جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھلتے تھے۔ لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دروازہ بند نہ کرایا۔ آج بھی اسی جگہ دروازہ ہے جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کھلتا تھا اور اس پر تحریر ہے۔

"ھٰذِہٖ خَوخَۃ سَیِّدِنَا اَبُوبَکر صَدِیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

۲۷ اپریل کو بعد نماز عصر راجہ انصار، محمد خان اور دیگر حضرات کے ہمراہ بابِ جبرائیل سے نکل کر جنتُ البقیع گئے۔ سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا، جناب عباس رحمۃ اللہ علیہ، جناب امام باقر علیہ السلام، امام زین العٰبدین علیہ السلام، حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مزارات پر فاتحہ پڑھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں اور ازواجِ مطہرات کے مزارات مقدّسہ پر حاضری دی اور ایصال ثواب کیا۔

راجہ انصار صاحب نے جناب عقیل و جناب جعفر طیار، امام مالک و امام نافع، حضرت ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور شہداء کرام کے مزارات کے متعلق بتایا۔ وہاں بھی حاضری دی اور تلاوت کرکے ایصال ثواب کیا۔ جناب حلیمہ سعدیہؓ کے مزار پر حاضری دی فاتحہ شریف پڑھی۔ جناب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

مزار پُرانوار پر حاضر ہوا اور ایصال ثواب کیا۔ جنابہ فاطمہ بنت اسدؓ اور ابو سعید خزریؓ کے مزارات پر بھی حاضری دی اور دُعا کی۔ یہاں مجھے وہ بات یاد آگئی کہ جب فاطمہ بنت اسدؓ فوت ہوئیں تو قبر مبارک تیار ہونے پر تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود قبر شریف میں اترے اور مٹی باہر نکالی۔ تھوڑی دیر کے لئے لیٹ گئے اور دعا مانگی۔ یااللہ! یہ میری ماں ہے۔ اسے بخشنا۔

۹۴ ـ ۰۴ ـ ۲۸ راجہ انصار صاحب نے تمام مزارات مقدّسہ پر حاضری دینے میں ہماری مدد کی۔ جنت البقیع میں حاضر ہو کر عجیب لُطف پایا۔ محسوس یہ ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ انوار و تجلیّات کا نزول اپنی جگہ لیکن جنت البقیع میں سیّدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا، امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، جناب عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، ابو سعید خزری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ، امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور دیگر مزارات کی ظاہری حالت ناگفتہ بہ ہے۔

شورش کاشمیری نے حاضری کے وقت نقشہ کھینچا ہے۔

اس سانحہ سے گنبدِ خضریٰ ہے پُر ملال
لختِ دلِ رسُولؐ کی تربت ہے خستہ حال

دِل میں کھٹک گیا کہ نظر میں سمٹ گیا
اس جنتُ البقیع کی تعظیم کا خیال

طیبہ میں بھی ہے آلِ پیغمبر پہ اِبتلاء
اس اِبتلا سے خاطرِ کونین ہے نِڈھال

سوئے ہوئے ہیں ماں کی لحد کے آس پاس
پورِ خلیل سبطِ پیمبرؐ علیؓ کے لال

ہے ڈھول مرقدِ آلِ رسولؐ پر
ہے دیکھتے ہی طبیعت کو اِختلال

افتادگان خواب میں آلِ ابوؑ تراب
ابتک وہی ہے گردشِ دوران کی چال ڈھال

فرشی روا ہے پیمبرؐ کے دین میں
لیکن حرام شے ہے مقابر کی دیکھ بھال

اسلام اپنے مولد و منشا میں اجنبی
تیرا غضب کہاں ہے خدا وندِ ذوالجلال

توندیں بڑھی ہوئی ہیں غریبوں کے خون سے
محلوں کی آب و تاب ہے حکام پر ملال

جس کی نگاہ میں بنتِ نبیؐ کی حیا نہ ہو
اس شخص کا نوشتۂ تقدیر ہے زوال

پھٹتی ہے پَو تو صبح بھی ہوتی ہے بالضرور
پھرتے ہیں روز و شب تو پلٹتے ہیں ماہ و سال

کب تک رہے گی آلِ پیمبرؐ لٹی پٹی
کب تک رہیں گے جعفرؑ و باقرؑ گستہ حال

از بسکہ ہوں غلام غلامانِ اہلِ بیت
ہر لحظہ ان کی ذات پر قربان مال وجان

کیا یوں ہی خاک اُڑے گی مزارِ اقدس پر
فیصل کی سلطنت سے ہے شورش میرا سوال

بعد میں ماسٹر اکرم صاحب روپوال والے اور راقم الحروف حاضر ہوئے۔ بہت زیادہ لطف اندوز ہوئے۔ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی رُوح میں سے پھُونکی ہوئی رُوح ہے۔ اسی کے سبب وہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بنا اور مسجودِ

ملائکہ ہوا۔ رُوح اگر سکون محسوس کرے تو بندہ بھی سکوُن میں ہوتا ہے۔ جب بھی کوئی عاشق اپنے وطن سے مسجد نبویؐ شریف میں آتا ہے تو سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام پیش کرتا ہے اور رُوحانی سکون پاتاہے اور رُوح پر عجیب کیفیت طاری رہتی ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ "آپؐ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے کہ رُوح میرے رب کے امرسے ہے۔" حضرت مجدّد الف ثانی شیخ آحمد سرہندی فرماتے ہیں کہ رُوح عالمِ امر کی چیز ہے نہ کہ عالمِ خلق کی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالمِ خلق، عالمِ اسباب ہے۔ عالمِ امر قدرت کا گھر ہے۔ وہاں اسباب کا سلسلہ نہیں۔ آج کل ہماری زبان میں عالمِ خلق یہ کائنات ہے جو زمان و مکاں کی پابند ہے۔ عالمِ امر ماورائے زمان و مکاں ہے یعنی لامکاں ہے۔ وہاں کا وقت ہمارے وقت کی طرح مقید نہیں ہے۔ جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے یہ بحث اُس وقت آدمی سمجھ سکتا ہے جب کسی اللہ کے بندے کا قرُب حاصل کرلیتا ہے۔ مثلاً" ابن عربیؒ، مجدّد الف ثانیؒ، بوعلی قلندرؒ وغیرہ۔بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک خوبصورت چھوٹی سی فارسی مثنوی میں رُوح کی بات کی ہے۔

مرحبا اے قاصدِ طیارِ ما   ی دھی ہر دم خبر از یارِ ما

روح کو قاصدِ طیار کہا ہے جو ہر دم ہمیں ہمارے محبوب (اللہ تعالیٰ) کی خبر پہنچاتی ہے۔

دمبدم روشن کنی در دل چراغ   ہر نفس از عشق سازی سینہ داغ

ہر دم میرے دل میں چراغ رکھتی ہے۔ ہر لمحہ میرے سینے کو عشقِ الہی سے داغ داغ بناتی ہے۔

از تو روشن گشت فانوسِ تنم　　از تو حاصل شد مرا وصلِ صنم

تیری وجہ سے میرے بدن کا فانوس (گلوپ) روشن ہے۔ تیرے ذریعے مجھے میرے محبوب (حق تعالیٰ) کا وصل حاصل ہوتا ہے۔

اس کے بعد رُوح کی طرف سے جواب ہے۔

آفریدہ حق مرا از نورِ ذات　　تاشناسم اُو را از صِفات

حق تعالیٰ نے مجھے نورِ ذات سے پیدا فرمایا ہے تاکہ میں ان صِفات کے ذریعے اس کی ذات کو پہچانوں۔

امرِ ربم رُوح کردہ نامِ ما　　کرد پُر ساقئِ وحدت جامِ ما

میں امر ربی ہوں۔ میرا نام رُوح ہے۔ ساقئِ وحدت (حق تعالیٰ) نے میرے جام کو اپنی محبت سے پُر رکھا ہے۔

عشق بازی می کنیم با اُو مدام　　یافت آدم از طفیل عشق کام

میرا کام اس سے محبت کرنا ہے۔ آدم نے عشقِ الٰہی کے ذریعے اپنا مقصود پایا۔

اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے عشق رکھنا پہلی کامیابی ہے اور اللہ کے بندوں سے پیار رکھنا عشق کی گہرائی کا پتہ بتاتا ہے۔ میں نے مدینہ منوّرہ میں نبی پاک ﷺ کے عشاق کا رُوح پرور اجتماع دیکھا۔ بقول شاعر

مدینہ میں بھیڑ ہے فقیروں کی
مدینہ میں دیوانے پھرتے ہیں

جب شیخ المشائخ حضرت پیر و مرشد حضرت صاحبزادہ حافظ محمد مطلوبُ الرّسول صاحب لِلّٰہ شریف عمرہ ادا کرکے چکوال صوفی غلام علی صاحب کے گھر تشریف لے آئے۔ اس وقت میری حج کی درخواست ہو چکی تھی۔ میں نے حج کے بارے میں

عرض کیا تو فرمانے لگے۔ "ریاض الجنۃ ایسی جگہ ہے جہاں نفل پڑھنا چاہیں۔ جگہ مل جائے گی۔ مسجد نبوی ﷺ' ریاض الجنۃ' ستون عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا محراب النبی ﷺ اور دیگر مقامات پر جہاں ارادہ کیا جگہ مل گئی۔ ایک دن نمازِ مغرب کے بعد بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ خیال کیا نبی اکرم نورِ مجسم رحمۃ للعلمین ﷺ کا روضہ مبارک سامنے سے چھوڑ کر باہر جاؤں۔ صرف اور صرف کچھ کھانے کے لئے۔ اتنے میں ایک اعرابی آیا۔ اس نے جیب سے کچھ کھجوریں نکال کر مجھے دیں۔ میں نے درود و سلام پڑھا اور کھالیں بھوک ختم ہو گئی۔

حرم پاک کا نظارہ' قربِ سرکار دوعالم ﷺ اور متقی لوگوں کی صحبت لطف بے پایاں اور انتہائی کرم و عنایت کا مظہر ہے۔ سوچتا ہوں کہ مجھ جیسا عاصی و خاصی اور کرم کی بارش۔ گنبدِ خضراء کے قریب چھتری سے ملحق برآمدے میں بیٹھا جائے تو سرکار دو عالم رحمۃ اللعلمین ﷺ کے روضۂ اطہر کا گنبد اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس گنبدِ خضرا پر ہر وقت بارانِ نُور ہوتی نظر آتی ہے۔ صبح و شام فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ ان انوارِ الٰہی کو مقربانِ بارگاہ ہی دیکھ سکتے ہیں اور ان تجلیات سے دامنِ نگاہ بھرتے ہیں۔ بقول شاعر

داغِ عصیاں کو اس طرح دھونا
سبز گنبد کو دیکھنا رونا
انتہائے کرم کا مظہر ہے۔
ان کے دربار میرا ہونا۔
آنکھ لگ جائے دل رہے بیدار
ایسے دیارِ حبیبؐ میں سونا

دھیان ان کی طرف لگائے رکھنا
ایک پل بھی نہ بے خبر ہونا۔

۹۴ - ۰۴ - ۲۹ کو مسجد نبویؐ شریف میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے حافظ محمد خان اور اصغر علی میرے ساتھ تھے۔ ہم اوپر چلے گئے کیونکہ جمعہ کے دن اوپر جانے دیتے ہیں۔ جاتے جاتے گنبدِ خضراء کے قریب جگہ مل گئی۔ گنبدِ خضراء کی طرف سے باری کھول دی گئی۔ صلوٰۃ و سلام کے نذرانے جھوم جھوم کر پیش کئے۔ ٹھنڈی ہوا آنے لگی جو بیان کرنے سے باہر ہے۔ بقول شاعر

مدینہ کی تو بات نہ پوچھو
مدینہ تو بس مدینہ ہے

جب کیا تذکرہ حسین سرکار کا وَالضُّحٰی پڑھ لیا وَالْقَمَر کہہ دیا۔
آیتوں کی تلاوت بھی ہوتی رہی۔ نعت بھی بن گئی۔ بات بھی بن گئی۔

۹۴ - ۰۴ - ۳۰ کو مسجد نبویؐ شریف میں جناب علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب آف راولپنڈی، مفتی محمد اشفاق احمد خانیوال، مولانا قاضی عبد الغنی راولپنڈی، سید ضیاء الحق شاہ صاحب راولپنڈی اور مولانا محمد نواز صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں نے حضرت شاہ صاحب سے عرض کی کہ میں جناب کی دعوت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مدینہ میں بڑی دعوت کھجوروں کی ہوتی ہے۔ بڑے خلوص سے کہا۔ میرا مکان وہاں ہے۔ آپ ضرور آئیں۔

مسجد نبویؐ شریف میں اتنا ہجوم ہونے کے باوجود صفائی کا اعلیٰ انتظام تھا۔

۹۴ - ۰۵ - ۱ کو مسجد نبویؐ شریف میں قاری غلام اصغر کے والد حاجی سلطان احمد (عطار) سے ملاقات ہوئی۔ حاجی صاحب نے بڑی عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔

۹۴ - ۰۵ - ۲ کو بعد نماز عصر یہ فکر لاحق ہوگئی کہ میں نے کل مدینہ سے کوچ کرنا ہے۔ طبیعت میں اضطراب پیدا ہوگیا۔ نماز مغرب کے بعد یہ کیفیت

تھی کہ آنسو رُکتے نہ تھے۔ نبی پاک ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں درخواست پیش کی۔ یارسُول اللہ! مدینہ میں فقیر کی آخری رات ہے۔ یا رسُول اللہ پھر بھی کرم ہو۔ عشاء کے بعد بھی یہی کیفیت رہی جو بیان کرنے سے قاصر ہوں۔

۹۴ ۔ ۰۵ ۔ ۴ کو الوداعی صلوٰۃ و سلام پیش کرنے کے بعد نمازِ عصر ادا کرکے بابِ عبدالمجید پر آیا۔ وہاں سے حافظ محمد خان اور اصغر علی نے مجھے گاڑی پر سوار کیا اور دار الحجرہ پہنچایا۔ وہاں حاضری لگوائی۔ گاڑی آئی۔ حافظ محمد خان کھانے پینے کی چیزیں لے آیا۔ گاڑی چل دی۔ مدینہ سے مکّۃ المکرّمہ کی طرف راستے میں احرام باندھا۔ راستے میں حاجی لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کا وِرد کرتے ہوئے بیت اللہ شریف میں پانچ مئی کو صبح حاضر ہوئے اور عمرہ ادا کیا۔ بعد میں کھوکھر زیر کے حاجی صاحبان مشتاق حسین و عاشق حسین' محمد یوسف' اعجاز حسین' گلستان اور دیگر حضرات سے بھی ملاقات ہوئی اور انہوں نے بڑی عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔

۹۴ ۔ ۰۵ ۔ ۵ کو طواف کے بعد نماز عشاء سے پہلے مطاف میں دو ہندوستانی علماء سے ملاقات ہوئی۔ جن کا تعلق صوبہ آسام سے تھا۔ مولانا صاحب سے میں نے سوال کیا کہ آپ کون سے اسباق پڑھاتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ مشکواہ شریف' ہدایہ شریف' سراجی' توضیح و تلویح اور تفسیر بیضاوی۔ میں نے پوچھا کہ وہاں دینی ماحول کیسا ہے۔ فرمایا۔ بہت اچھا۔ میں نے کہا کہ پاکستانی قوم بھارت کے مسلمانوں کا دَرد رکھتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم بھی دَرد رکھتے ہیں۔ پاکستان کے بارے میں ان کے خیالات بہت اچھے ہیں۔

ان میں سے ایک نے کہا کہ بین المسلمین کی محبت کی ایک چھوٹی سی مثال دیکھیں۔ جب بھی پاکستانی کرکٹ ٹیم بھارت میں کھیلنے کے لئے آتی ہے تو انڈیا کے مسلمان پاکستانی کرکٹ ٹیم کے حق میں ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے مسائل بھی ہوجاتے ہیں۔ ان سے فقہی مسائل پر بھی گفتگو ہوئی۔

۹۴ ۔ ۰۵ ۔ ۶ کو بعد نماز عصر حاجی انور صاحب کی قیادت / رہنمائی میں

جنتُ المعلّٰی گئے۔ مزارات پر حاضر ہوئے۔ جب اُمُّ المُومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مزار پُرانوار پر گیا۔ وہاں لوگوں کو دُعا میں مشغول پایا اور بعض مراقبے میں مصروف تھے۔ ایک سے اس سلسلے میں بات بھی ہوئی۔ انوار و تجلّیات سے محظوظ ہُوا۔ اسی چار دیواری کے اندر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آباؤ واجداد کی قبریں بھی ہیں اور بہت سے صحابہ کرامؓ کے مزارات ہیں۔ جس میں اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ' عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے داوا جناب عبدالمطلب' عبداللہ بن زبیرؓ' فضل بن عباسؓ بن عمر اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صاحبزادگان حضرت قاسم' طاہر اور طیّب کے علاوہ لاتعداد تابعین اور اولیاء کرام دفن ہیں۔ آج بھی لوگ بڑی عقیدت و محبت سے حاضری دیتے ہیں اور روحانی سکون پاتے ہیں۔

۹۴ ـ ۰۵ ـ ۷ کا دن نوافل' تلاوتِ قرآن مجید' درُود شریف اور طوافِ کعبہ میں گزرا۔ وہیں ایک عالمِ دین نظر آئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ انڈیا سے تشریف لائے ہیں۔ فرمانے لگے جی ہاں۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ وہاں مولانا احمد رضا خانؒ بریلویؒ گزرے ہیں۔ فرمانے لگے۔ وہ بہت بڑے بزرگ و عالم تھے۔ میں ان کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ مفتی عبد المصطفیٰ خان صاحبؒ کے جنازے میں تقریباً" پندرہ / بیس لاکھ آدمی تھے۔ اب بھی وہاں تدریس کا سلسلہ جاری ہے اور بہت سے جیّد اِساتذۂ کرام وہاں پڑھاتے ہیں اور لوگوں کے قلوبُ علم کے نوُر سے منوّر ہو رہے ہیں۔

۹۴ ـ ۰۵ ـ ۸ کو صبح کی نماز کے بعد حاجی محمد خان و سلیم' ظفر' قاضی ناصر' ملک اسلم وغیرہ ہم سب بس پر سوار ہو کر غارِ حرا کے سامنے اُترے۔ مسجد میں وضو کیا اور چلنا شروع کر دیا۔ کچھ لوگ راستہ میں کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اُوپر جانا نہ تو فرض ہے نہ سنت ہے نہ مستحب اور نہ ہی کوئی حج کا رکن۔ بہرحال ہماری یہ خواہش تھی کہ ہمیں وہاں حاضر ہونا ہے۔ جہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرآن مجید کی پہلی آیت اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ "پڑھ اپنے رب

کے نام سے جس نے پیدا کیا" نازل ہوئی۔

نبی اکرم ﷺ کی عمر شریف اکتالیسویں برس میں داخل ہوئی تو آپ زیادہ وقت تنہائی میں غارِ حرا میں گزارتے۔ سارے ساتھی بڑی عقیدت و محبت کے ساتھ وہاں حاضر ہوئے۔ لوگوں کا خاصا ہجوم تھا۔ غارِ حرا میں دو رکعت نماز نفل ادا کئے۔ وہاں پر قرآن مجید کی پہلی آیت مبارکہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ کو مرقوم پایا۔ جہاں قرآن مجید کی مذکورہ آیات جبرائیل علیہ السلام لے کر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ مقدسہ میں حاضر ہوئے۔ وہاں انوار و تجلّیات کی بارش کے برسنے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا ہے؟ تعجب کی بات یہ ہے کہ جہاں انسان مشکل سے جاتے ہیں۔ وہاں غارِ حرا میں اونٹ بھی موجود تھا۔ جس پر بیٹھ کر لوگ فوٹو بنوا رہے تھے۔ ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہاں اونٹ کیسے پہنچایا گیا؟

واپسی پر ہماری رہنمائی قاضی اکرام الحق بن قاضی مظہر الحق نے فرمائی۔ جناب امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر جس جگہ اب مسجد بنائی گئی ہے۔ وہ حرمِ کعبہ کے قریب ہے۔ اس کی بھی زیارت کی۔

۹۴ ۔ ۰۵ ۔ ۹ کو میں وحاجی محمد انور، حاجی فقیر محمد اور حاجی محمد خان نماز تہجد کے لئے تین بجے حرم پاک میں حاضر ہوئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں نے لکھنا شروع کر دیا۔ خانہ کعبہ پر نظر پڑی۔ لوگوں کی بھیڑ قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے۔ ذکر کرنے والے، تسبیحات پڑھنے والے اور طواف کرنے والوں نے عجیب کیفیت پیدا کر رکھی تھی۔ اس وقت رحمتوں کی جو بارش ہو رہی تھی۔ اس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

مسجدِ جن

جنتِ معلّٰی کے قبرستان کے قریب ہے۔ اس مسجد کا نام حرس اور مسجد بیعت بھی ہے۔ یہاں پر نبی اکرم رحمت العالمین ﷺ نے جنوں سے بیعت لی۔ اس وقت کھلا میدان تھا۔ اب ایک خوبصورت مسجد بنا دی گئی ہے۔ دیگر

مقامات مقدّسہ کی طرح یہ مسجد بھی نبی اکرم ﷺ کی وجہ سے مرجعِ خلائق بن گئی ہے۔

۹۴-۰۵-۱۰ کو باہر نکلے تو حاجی منظور حسین آف کھوکھر زیر نے بتایا کہ وہ جبلِ ابو قبیس ہے جو صفا کی پہاڑی کے نزدیک بیت اللہ شریف کے بالکل سامنے ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا معجزۂ شق القمر اسی پہاڑ پر ہوا۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے۔ اسی پہاڑی پر ایک مسجد ہے جو مسجدِ بلال رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ صحیح مسجدِ بلال ہے کیونکہ مکّہ معظّمہ وادیوں میں گھرا ہوا ہے۔ لہٰذا اس جگہ سے چاند دیکھا جاتا ہے اور چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا واقعہ اسی جگہ پر واقع ہوا۔

۹۴-۰۵-۱۱ کو معمول کے مطابق نماز تہجد' طواف' نمازیں قرآن مجید کی تلاوت اور دیگر عبادات میں گزارا۔ بیت اللہ شریف کی زیارت سے لطف اندوز ہوتا رہا۔

۹۴-۰۵-۱۲ کو صبح کی نماز کے بعد راقم حاجی محمد خان اور آصف علی کو حاجی انور صاحب نے گاڑی پر بٹھایا۔ ہم جبلِ ثور کے سٹاپ پر اترے۔ حاجی محمد خان صاحب کی طبیعت ناساز تھی۔ لہٰذا میں اور آصف علی نے پہاڑ پر چڑھنا شروع کردیا۔ شوق و محبت سے گئے کہ آقائے دوجہاں جناب محمد عربی ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیسے تشریف لے گئے۔ بہرحال عقیدت و احترام سے حاضر ہوئے۔ غارِ ثور میں داخل ہوئے اور نوافل ادا کئے۔ برکات محسوس کئے۔ گو جانا مشکل تھا لیکن عقیدت کی وجہ سے ذرہ بھر بھی تھکاوٹ محسوس نہیں ہوئی۔ غار میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد یاد آیا کہ

اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِی عَلَی الْحَوْضِ

۹۴-۰۵-۱۳ کو قاری نثار الحق سے ملاقات ہوئی۔ بعد نماز عصر انہوں نے عرفات و منیٰ و مزدلفہ کی طرف جانے کے لئے اپنی گاڑی میں سوار کیا لیکن جس طرف جانا تھا۔ اس راستے سے چھوٹی گاڑیوں کا داخلہ ممنوع تھا اس لئے وہاں

نہ جاسکے۔ آخر میں قاری صاحب نے کہا کہ میں تمہیں حضرت میمونہؓ کے مزار پر لے جاتا ہوں۔ وہاں حاضری دی۔ فاتحہ پڑھی اور برکات حاصل کیے۔

۹۴ - ۰۵ - ۱۴ کو بیت اللہ شریف میں علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ساتھ میاں محمد برکاتی حیدر آبادی بھی تھے۔ راقم نے ناشتہ کرانے کی سعادت حاصل کی۔ وہ اپنے مکان پر لے گئے اور کھجوروں سے دعوت کی۔ غار ثور کا ذکر کیا کہ میں وہاں گیا ہوں۔ فرمانے لگے۔ مولانا وہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانا جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کا پتہ چلتا ہے۔ غارِ ثور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ غارِ ثور کیا مقام ہے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مع ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آرام فرمایا۔ کفار کا وہاں جانا۔ اللہ پاک نے فرمایا "ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ"

مقام ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پتہ چلتا ہے کہ وہ مزار میں اور غار میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔

نماز مغرب کے بعد بابِ فہد کے اندر ستوال والے دونوں بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔ جناب شرف قادری صاحب سے مدینہ منوّرہ کے سلسلہ میں بات چل نکلی۔ میں نے حضرت امیر خسروؒ علامہ اقبال اور دیگر شعراء حضرات کا ذکر کیا۔ علامہ شرف قادری صاحب نے فرمایا۔ میری اعلیٰحضرت بریلوی رضی اللہ عنہ سے عقیدت و محبت ہے کیونکہ اعلیٰحضرت نے عقیدت و محبت کے جو پھول برسائے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

مہرِ مادر کا مزہ دیتی ہے آغوشِ حطیم
جن پہ ماں باپ فدا ہے کرم ان کا دیکھو

خوب آنکھوں سے لگایا ہے غلافِ کعبہ
قصرِ محبوبؐ کے پردے کا بھی جلوہ دیکھو

زیرِ میزاب ملے خوب کرم کے چھینٹے
ابرِ رحمت کا یہاں روز برسنا دیکھو

۹۴ - ۰۵ - ۱۵ کو معمول کیمطابق نماز تہجد پڑھی۔ صبح کی نماز کے بعد تلاوت قرآن مجید اور دیگر اذکار کے بعد ناشتہ کیا۔ پھر آرام کرنے کے بعد نماز ظہر، عصر، مغرب اور عشاء ادا کیں۔ اکثر وقت بیت اللہ شریف کی زیارت میں گزرتا رہا۔

۹۴ - ۰۵ - ۱۶ کو صبح کی نماز کے بعد محمد انور اور آصف علی میرے ہمراہ تھے۔ مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا گئے۔ بڑی خوبصورت مسجد ہے اور اس کا انتظام بہت ہی اعلیٰ ہے۔ غسل کیا۔ احرام باندھا نوافل ادا کئے اور عمرہ ادا کرنے کے لئے بیت اللہ شریف کی طرف بس پر سوار ہوگئے۔ حرم شریف میں حاضر ہوکر عمرہ ادا کیا۔ بیت اللہ شریف کا طواف، نوافل ادا کرنا، آب زم زم پینا اور سعی کا منظر آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتا۔

۹۴ - ۰۵ - ۱۷ کو ناشتہ کے بعد معلّم کے دفتر سے واپسی پر میری اور راجہ غلام حیدر کی ملاقات حاجی محمد رفیق پراپرٹی ڈیلر سے ہوئی۔ حاجی صاحب خوش ہوئے جو لوگ حاجی صاحب کو مطلوب تھے۔ ان سے ملاقات کرادی۔ میں نے حاجی صاحب سے کہا کہ آپ نے آنا تھا تو ذکر نہیں کیا۔ کہنے لگے میں کیا بتاؤں کملی والے نے اچانک بلالیا ہے۔

۹۴ - ۰۵ - ۱۷ کو معمولات کے بعد ساتھیوں سے ملاقات ہوئی۔ ساتھی مِنیٰ جانے کی تیاری میں مصروفِ عمل تھے۔ وہ وقت بڑا عجیب تھا۔ بڑی عجیب گھڑی تھی۔ ہر آدمی حج کے برکات حاصل کرنے کی فکر میں تھا۔ حجرِ اسود کو چُوم کر قلبی ٹھنڈک و سکون حاصل کرنے والے مسلمان مِنیٰ و عرفات میں خیمہ زن تھے۔ مزدلفہ میں رات گزارنے والے اور برکات سمیٹنے والے خاک نشین مسلمان خواہ وہ حنفی ہو یا شافعی۔ امیر ہو یا غریب۔ کالا ہو یا گورا۔ عربی ہو یا عجمی۔ سب کا مقصد ایک ہی ہے کہ حج کی حقیقی رُوح کو اپنانا۔

۹۴ - ۵ - ۱۹ کو نماز تہجد سے پہلے احرام باندھا۔ حرم پاک میں باجماعت سکون سے نماز ادا کی۔ اپنے وقت پر راجہ غلام حیدر، پرویز اختر فیضی، ارشد اور

راقم نے منیٰ کی طرف پیدل چلنا شروع کردیا۔ قافلے در قافلے جارہے تھے۔ "لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ عجیب قسم کی جذب و مستی کا سماں تھا۔ جس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔

منیٰ میں خیموں میں آرام کیا۔ حافظ محمد خان صاحب بھی آگئے۔ چکوال کے ساتھی سلیم صاحب' قاضی ناصر' ارشد' ظفر اقبال اور اسلم صاحب ہم سب اہم مقصد لے کر خیموں میں حاضر تھے۔ میں نے دیکھا مرد ہو یا عورت' جوان ہو یا بوڑھا' سب اللہ کی رحمتوں سے دامن بھرنے میں لگے ہوئے تھے۔

مولانا عبدالحکیم شرف صاحب سے ملاقات ہوئی۔ فرماتے ہیں "فقیر" اگرچہ شاعر نہیں تاہم مدینہ منورّہ سے روانگی کے وقت کچھ اشعار ذہن میں آگئے ہیں۔ یہ شاعری کے معیار پر پورے اترتے ہیں یا نہیں۔ تاہم جذبات کا اظہار ہے۔

تعالیٰ اللہ مدینے کا سفر ہے۔
مقدّر کا ستارہ اَوج پر ہے۔

ملائک رشک میں ڈوبے ہوئے ہیں۔
کہ ان کا سنگِ در ہے میرا سر ہے۔

یہ شب میرے لئے معراج کی شب
نبیؐ کی بارگاہ میرا مقر ہے۔

الٰہی تیرے الطاف و کرم سے
یہ ذرّہ آج ہم دوشِ قمر ہے۔

نہیں حاضر جو دربار نبیؐ میں
وہ دربارِ خدا میں بے قدر ہے۔

(مولانا عبدالحکیم شرف)

فلسفۂ حج

اللہ ربّ العزت کے گھر میں حاضر ہونا' حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقے کو اپنائے ہوئے اللہ تعالیٰ کی دعوت پر لبیک کہنا اور اس بے مثال قربانی کی رُوح کو زندہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے گھر میں حاضر ہونا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے حکم کے سامنے تسلیم و رضا فرمانبرداری اور اطاعت گزاری کیساتھ گردن جھکا دینا۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سادہ اور بغیر سلے ہوئے کپڑے پہنے تھے۔ اسی طرح مسلمان حج کے دوران بغیر سلے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح اپنے آپ کو خدا کی بارگاہ میں قربان کرنے جاتے ہیں۔ اتنے دنوں تک نہ تو سر کے بال منڈواتے ہیں اور نہ ناخن ترشواتے ہیں۔ دنیا کی عیش و عشرت اور پُرتکلف زندگی سے پرہیز کرتے ہیں۔ نہ خوشبو لگاتے ہیں نہ رنگین کپڑے پہنتے ہیں نہ سرڈھانپتے ہیں اور جنسی تلذّذ سے دُور رہتے ہیں جس والہانہ انداز سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام تین دن کے سفر سے تھکے ماندے گرد و غبار سے اٹے ہوئے خدا کی بارگاہ میں دوڑتے ہوئے آتے تھے اور جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں لبیک کہتے تھے۔ آج اسی طرح "لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" کا ترانہ الاپتے ہوئے دنیا کے مختلف حِصّوں سے سفر کر کے آنے والے مسلمان خانہ کعبہ میں حاضر ہوتے ہیں۔

دنیا کے بہت سے مسلمان عرفات کے میدان میں جمع ہو کر اپنی تمام پچھلی زندگی کی خطاؤں اور کوتاہیوں کی معافی چاہتے ہیں۔ گناہوں پر ندامت کے آنسو بہاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر گریہ زاری کر کے اپنے گناہوں کی بخشش و مغفرت طلب کرتے ہیں تو شیطان مارے غم کے اپنے بالوں میں مٹی ڈال لیتا ہے۔ حجاجِ کرام باقی زندگی کے لئے عبادت و اطاعت کا از سرنو عہد کرتے ہیں۔ یہی حج کا فلسفۂ حقیقی بھی ہے۔ اس تاریخی میدان میں لاکھوں بندگانِ الٰہی ایک لباس' ایک ہی حالت و صورت اور ایک ہی جذبہ سے سرشار' جھلستے ہوئے پہاڑوں کی

دامن میں ایک بے آب و گیاہ اور خشک میدان میں اکٹھے ہوکر اپنی تقصیروں' خطاؤں' کوتاہیوں' بدکاریوں اور بربادیوں پر ندامت کے آنسو بہاتے ہیں۔ ہچکیوں اور جگر گداز چیخوں سے اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ عفو و مغفرت کو طلب کرتے ہیں۔ سب کے دلوں میں یہی احساس ہوتا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد عربی ﷺ تک تمام نبیوں اور رسُولوں نے اسی حالت اور اسی صورت میں کھڑے ہوکر اللہ جل شانہٗ سے استغفار کیا۔ یہ رُوحانی منظر' کیف و مستی' سوز و گداز جس کا لطف زندگی بھر یاد رہے گا۔ حج ادا کرنے والے مسلمانوں کے دلوں میں اس وقت وہی جذبات ہوتے ہیں جو صدیاں پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں تھے۔ جو اس وقت کہے گئے تھے۔ آج بھی مسلمان وہی الفاظ زبان پر جاری رکھتے ہیں یعنی

اِنِّیۡ وَجَّهۡتُ وَجۡهِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ حَنِیۡفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ○

ترجمہ۔ بے شک میں نے پھیر لیا ہے اپنا رخ اس ذات کی طرف جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمینوں کو۔ یک سُو ہو کر اور نہیں ہوں مُشرکین میں سے۔

اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○

بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ کے لئے ہے جو رب العلمین ہے سارے جہانوں کا۔

اگر مذکورہ بالا آیات مبارکہ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انہیں میں حج کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے۔

جس سال "یوم عرفہ" جمعہ کے دن ہو وہ حج اکبر کہلاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے جس سال حج ادا فرمایا اس سال یوم عرفہ جمعہ کے دن تھا۔ اس دن

کے لئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ یوم حج اکبر ہے۔ علامہ خازنؒ قرآن مجید کی آخری آیت مبارکہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ...... کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ آیت مبارکہ عصر کے بعد جمعہ کے دن عرفہ کے میدان میں نازل ہوئی۔ نبی اکرم ﷺ میدان عرفات میں اپنی اونٹنی پر کھڑے تھے۔ جس کا کان کٹا ہوا تھا اور وحی کے بوجھ سے اونٹنی کا بازو ٹوٹنے کے قریب تھا کہ وہ بیٹھ گئی۔ یہ دس ہجری (۱۰ھ) حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔ (خازن)

جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں اس دن اور اس جگہ کو جانتا ہوں جب یہ آیت مبارکہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ نازل ہوئی تھی۔ نبی اکرم ﷺ میدان عرفات میں کھڑے تھے اور یہ جمعہ کا دن تھا۔ (جامع ترمذی شریف)

حضرت طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تمام دنوں میں سب سے زیادہ افضل "یوم عرفہ" ہے اور جب جمعہ کے دن "یوم عرفہ" ہو تو وہ غیر جمعہ کے ستر حجوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بندہ ناچیز راقم الحروف کو بھی اس مبارک دن میں حج کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

مُلّا علی قاری حنفی "رحمۃ الباری" لکھتے ہیں جب یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس دن کے متعلق شہرت ہے کہ اس دن "حج اکبر" ہے۔ جس کے بارے میں یہ حدیث ہے کہ اس دن حج کرنا (۷۰) ستر حج کے برابر ہے اور یہی حج اکبر ہے۔ (المرقات)

احادیث مبارکہ سے روایتاً اور درایتاً یہ ثابت ہے کہ جس سال "یوم عرفہ" جمعہ کے دن ہو۔ اس سال حج اکبر ہوتا ہے۔

۹۴ ـ ۰۵ ـ ۲۰ کو منیٰ میں صبح کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد فارغ ہو کر اپنے وقت پر شکل اختیار کی اور چل دیئے۔ راجہ غلام حیدر، فیضی پرویز اختر اور راقم نے چلتے

چلتے مختلف مناظر دیکھے کہ مخلوقِ خدا پروردگار کے ذکر میں مصروف ہے۔ بڑی عقیدت و احترام پایا جاتا ہے۔ احرام کی حالت میں عجز وانکساری کی صورت اختیار کر رکھی ہے۔ بڑا رُوحانی منظر ہے جس کی لذت ساری زندگی نہیں بھول سکتی۔

مِنٰی سے پیدل چلتے مزدلفہ سے ہوتے ہوئے راستے میں لوگ تلبیہ کہتے جارہے تھے۔ چکوال کی بہت سی شخصیات سے ملاقات ہوئی اور ان میں بہت زیادہ جوش و خروش دیکھا گیا۔ چنانچہ عرفات کے میدان میں حاضر ہوگئے۔ میدانِ عرفات کا منظر کیا خوب تھا۔ رحمتوں کا نظارہ بارش کے کچھ قطرے' مصنوعی بارش لوگوں کا تلاوت و ذکر کرنا۔ "لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" کی صدائیں ظہر و عصر کا پڑھنا' دعائیں مانگنا وغیرہ۔ رقت آمیز کیفیت جو میدانِ عرفات میں ہوئی اس کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ واپسی پر غروبِ آفتاب کے بعد بس کے اوپر سوار ہوگئے۔ لوگوں کا ہجوم' برکات کا نزول ساتھ ہی کچھ سردی محسوس ہونے لگی۔

اس کے بعد مزدلفہ کی طرف روانگی ہوئی۔ ہم جلدی مزدلفہ پہنچ گئے۔ وہاں مغرب وعشاء' جمع کرکے جماعت کرائی۔ حجاج کا اجتماع' اور تلبیہ کی دلکش صدائیں' سبحان اللہ وہ رات ذکر واذکار' لوگوں کا آنا' اس لطف و کرم کو بیان نہیں کیا جاسکتا۔

۹۴ ـ ۰۵ ـ ۲۱ مزدلفہ میں نماز تہجد پڑھی۔ صبح کی جماعت کرائی۔ نماز کے بعد کنکر جمع کئے اور مِنٰی کو چل دیے۔ ہم سب پیدل چلتے ہوئے مِنٰی میں پہنچ گئے۔ اپنے قیام کا انتظام کیا اور کچھ آرام کیا۔ پھر جمرہ عقبہ کی رمی کی۔ آج جمرہ عقبہ کی رمی خلاف معمول بہت آرام سے ہوئی۔ قربانی اور بال منڈوانے کی ترتیب رکھی۔ پھر ہم سب مل کر مکہ شریف طوافِ زیارت کے لئے آگئے۔ طوافِ زیارت اور سعی کی جو برکات یا لطف و کرم اس وقت پایا۔ اس کو بیان نہیں کیا سکتا۔ حاجی نور خان آف بکھاری خورد مع اپنے قافلے کے باب ملک بن عبدالعزیز کے باہر ملے۔ خیریت پوچھی حج کے مناسک کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ میرے ساتھ ہی پرویز اختر' سلیم صاحب' فیضی صاحب اور راجہ غلام حیدر تھے۔ وہ

لمحے اب بھی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتے۔ عشاء کی نماز کے بعد منیٰ میں چلے گئے۔

۹۴ ۔ ۰۵ ۔ ۲۲ کو ہم سب نے بعد نماز ظہر تینوں جمروں کی رمی کی اور پہلے دن سے کچھ ہجوم زیادہ تھا۔ راجہ غلام حیدر' فیضی صاحب' پرویز اختر' سلیم صاحب مکّہ شریف آگئے۔ یہ حضرات مدینہ چلے گئے کیونکہ ان کی چھٹی ختم ہوگئی تھی۔ حاجی سلیم اور میں رات کو منیٰ میں چلے گئے۔

۹۴ ۔۰۵ ۔ ۲۳ کو بعد نماز عصر حافظ محمد خان و ارشد خان صاحب' قاضی ناصر' ظفر اقبال اور راقم جمروں کی رمی کے لئے نکلے۔ پل کے قریب پہنچے تو لوگوں نے کہا "اَلمَوُت اَلمَوُت" پاکستانی لوگوں نے کہا کہ آگے نہ جاؤ۔ لوگ بہت مر چکے ہیں۔ چنانچہ ہم واپس ہوگئے لیکن سلیم صاحب کی فکر تھی کہ وہ عورتوں کے ساتھ گئے ہوئے تھے۔ رمی کرکے واپس آئے تو تسلی ہوئی۔ کچھ دیر بعد جمروں کی رمی کے لئے گئے۔ آسانی سے "رمی" کی اور واپس مکّہ شریف پیدل آگئے۔ نمازِ عصر بیت اللہ شریف میں آکر پڑھی۔ حاجی اسلم' حاجی اکرم' حافظ محمد خان نے مل کر کھانا کھایا اور جدہ چلے گئے۔ میں نے آکر رات بیت اللہ شریف میں گزاری۔ اب میں کیا بتا سکتا ہوں کہ کیا کیفیت بنی رہی۔

۹۴ ۔ ۰۵ ۔ ۲۴ کو حاجی محمد خان' حاجی محمد انور' حاجی فقیر محمد' حاجی قمر زمان' حاجی اعجاز اور دیگر ساتھیوں نے مل کر دن گزارا اور رات کو طوافِ الوادع کیا۔ اس وقت عجیب رنگ و صورت تھی۔ طواف کرتے ہوئے بابِ ملتزم کے پاس شرطہ (عربی پولیس والا) کھڑا تھا۔ میں نے اس سے عرض کیا۔ جناب والا میرا طوافِ الوداع ہے۔ اجازت ہو تو میں بابِ ملتزم سے لپٹ جاؤں۔ اس نے مجھے دھکا دیا۔ میں آگے چل پڑا۔ چکر لگا کر پھر وہاں آگیا۔ اس نے دیکھ کر نظر پھیرلی۔ میں بابِ ملتزم سے لپٹ گیا۔ اپنی حسرت کے مطابق لپٹا رہا وہ کیا کیفیت تھی۔ راقم اس کو الفاظوں میں سمو نہیں سکتا۔

مکہ شریف سے منیٰ و مزدلفہ اور عرفات کے حالات و واقعات سے پتہ چلا کہ جو نیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔

"اے اللہ! میں حج کی نیّت کرتا ہوں۔ اس کو میرے لئے آسان بنا۔"

اس کا پس منظر منیٰ و مزدلفہ اور عرفات کی حاضری کے بغیر محسوس نہیں ہو سکتا۔

۹۴-۰۵-۲۵ کو نماز تہجد اور صبح کی نماز کے بعد بیت اللہ شریف کا آخری دیدار کیا۔ جسم پر کپکپی طاری تھی۔ میں اس خیال میں ڈوبا ہوا تھا کہ زندگی میں پھر وقت آئے گا یا نہیں۔ آنکھوں میں آنسو تھے۔ بہرحال ناشتہ کیا دوستوں یعنی حاجی فقیر محمد' حاجی محمد خان' حاجی انور' حاجی قمر زمان' اعجاز اور حنیف نے میرے سامان کو معلّم کے دفتر میں پہنچادیا۔ وہاں سے بس پر سوار ہو کر جدہ پہنچ گئے۔ رات وہیں گزاری اور ساتھ ہی کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

۹۴-۰۵-۲۶ کو جہاز پر سوار ہوا۔ بعد نمازِ ظہر پاکستان پہنچ گیا۔ اسلام آباد ایرپورٹ پر دوستوں' عزیزوں اور رشتہ داروں سے ملاقات ہوئی۔ چکوال پہنچنے پر نماز مغرب کا وقت ہوگیا تھا۔ لہٰذا مغرب کی نماز جامع مسجد حیات النبیؐ میں ادا کی۔

نماز مغرب پڑھانے کے فوراً بعد جناب قبلہ استاذی المکرم واستاذ الحفاظ حافظ غلام ربانی مدظلہ العالیٰ کے مزار پر حاضری دی۔ فاتحہ پڑھی اور ان کی مغفرت و بلندی درجات کی دُعا کی۔

—— تمّت بالخیر ——

دولتِ عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دولتِ عشق نبیؐ دل میں چھپا رکھی ہے۔
یادِ سرکارؐ سے بستی یہ بسا رکھی ہے۔

مجھ کو دیدار کی دولت سے نوازو آقا۔
دل کے آئینے میں تصویر سما رکھی ہے۔

مجھ کو معلوم نہیں وِرد و وظائف مُطلق
میں نے تو اپنی زبان وقفِ ثناء کر رکھی ہے۔

وجہِ تخلیقِ دو عالم ہو. تمہی تو آقاؐ
آپؐ کے نُور نے عالم کی بنا رکھی ہے۔

علامہ حافظ عبد الحلیم کی تصانیف

جمالِ المسائل

جمالِ تصوّف

مقامِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جمالِ کریم

اسلامی ارکان

- تذکرہ علمائے اہلِ سُنت ضلع چکوال
- امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
- امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- مولینا غلام نبی للّٰہی رحمۃ اللہ علیہ
- غازی مرید حسین شہیدؒ اور تصوّف
- جہاں بھر کے مسلمانو! ایک ہو جاؤ۔
- اسلام اور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
- امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
- شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ضرورتِ "شیخ"
- صاحب حدیث کون؟
- جمالِ حرمین شریفین (سفرنامہ)

شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ انوار الاسلام غوثیہ رضویہ لائن پارک رجسٹرڈ چکوال - فون: ۲۷۴۶ -